معين البلاغة

مع امثلۂ قرآنية

مؤلف
محمد مرشد قاسمی
استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا
حسبِ ارشاد
حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی
مدیر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

ناشر
جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، ضلع نندوربار، مہاراشٹر

جملہ حقوق بحق جامعہ محفوظ ہیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	معین البلاغۃ مع امثلۂ قرآنیۃ
نام مؤلف	:	حضرت مولانا محمد مرشد صاحب قاسمی
حسبِ ارشاد	:	حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی
کمپوزنگ	:	رفیق احمد اشاعتی کٹیہاری
سیٹنگ	:	مولانا محمد مہر علی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ)
قیمت	:	
طباعت	:	

ملنے کا پتہ

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندوربار مہاراشٹر

پن نمبر 425415 فون نمبر 52256-02567

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

عناوین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	٦
﴿مقدمۃ﴾	٨
فصاحت کا بیان	٨
بلاغت کا بیان	١١
علمِ معانی	١٢
﴿پہلا باب﴾	١٣
خبر وانشاء کا بیان	١٣
انشاء کا بیان	١٧
امر کا بیان	١٨
نہی کا بیان	٢٠
تمنی اور ترجی کا بیان	٢١
استفہام کا بیان	٢١
ہمزہ اور ہل کا فرق	٢٣
ندا کا بیان	٢٦
انشاء غیر طلبی کا بیان	٢٨
﴿دوسرا باب﴾ ذکر وحذف کا بیان	٣٠

﴿تیسرا باب﴾ تقدیم وتاخیر کا بیان	۳۴
﴿چوتھا باب﴾ تعریف وتنکیر کا بیان	۳۶
﴿پانچواں باب﴾ اطلاق وتقیید کا بیان	۴۰
﴿چھٹا باب﴾ قصر کا بیان	۴۲
﴿ساتواں باب﴾ وصل وفصل کا بیان	۴۵
آٹھواں باب	۴۷
ایجاز، اطناب اور مساوات کا بیان	۴۷
علم البیان	۴۹
تشبیہ کا بیان	۵۲
مجاز کا بیان	۵۳
استعارہ کا بیان	۵۴
مجاز مرسل کا بیان	۵۶
مجازِ مرکب کا بیان	۵۷
مجازِ عقلی کا بیان	۵۸
کنایہ کی بحث	۵۹
علم بدیع	۶۰
محسناتِ معنویہ کا بیان	۶۰
محسناتِ لفظیہ کا بیان	۶۴
خاتمہ	۶۹

پیش لفظ

نحمده نصلی علی رسوله الکریم امّابعد

علوم اسلامیہ میں بلاغت کا ایک بڑا مقام ہے، خصوصًا قرآن کریم کی بلاغت، اس کی حلاوت، الفاظ کی حسن ساخت، اسلوب کی متانت، علوم بلاغت ہی میں مضمر ہے۔

اس لیے احقر نے یہ کوشش کی کہ بلاغت کے تمام قواعد آسان انداز میں، قرآنی مثالوں کے ساتھ جمع کیا جائے۔

یہ تحریض درحقیقت جامعہ کے مدیر تعلیم، نوجوان فاضل حضرت وستانوی حفظہ اللہ کے ہونہار فرزند حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی دامت برکاتہم کی طرف سے ہوئی، ان کو رب کریم نے تمام علوم وفنون کا صاف ستھرا ذوق نصیب فرمایا ہے۔ مطالعۂ کتب اور لکھنے لکھانے کے بڑے شوقین اور دلدادہ ہیں۔ طلبہ میں استعداد کی پختگی، اور ان کی صحیح تعلیم وتربیت کیلئے ہمیشہ فکرمند رہتے ہیں۔

ذمہ داران عظام، اساتذہ کرام اور مخلص معاونین کی انہیں فکروں نے قلیل مدت میں جامعہ کو ترقی کے بام عروج تک پہونچا دیا۔ اللہ مزید علمی و عملی ترقیات سے نوازے۔ (آمین)

یہ کتاب احقر مرتب کی دوسری عربی کتاب "تلخیص البلاغہ" کے معاون کے طور پر لکھی گئی ہے۔ بہتر ہوگا کہ تمام اصطلاحات کی تعریف پہلے زبانی یاد کرادی جائے، اور پھر عربی والی کتاب پڑھائی جائے، یا ہر سبق کے ساتھ اردو میں تعریفات یاد کرادی جائے۔

اللہ ہم سب کی اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ اخیر میں اہل علم سے التماس ہے اگر کہیں کوئی فروگزاشت نظر آئے تو اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

محمد مرشد قاسمی

یکم شعبان ۱۴۳۴ھ

مُقَدِّمَة

فصاحت کا بیان

فصاحت کے لغوی معنی: ظاہر کرنا، ظاہر ہونا۔

فصاحت کی اصطلاحی تعریف: ایسے الفاظ جو ظاہر ہوں، جلد سمجھ میں آجانے والے اور مانوس الاستعمال ہوں۔

فصاحت کی تقسیم

فصاحت کی تین قسمیں ہیں:

۱-فصاحت کلمہ ۲-فصاحت کلام ۳-فصاحت متکلم

فصاحت کلمہ: (فصاحت مفرد)

فصاحت کلمہ: کلمہ تنافر حروف، مخالفت قیاس، غرابت اور کراہت فی السمع سے محفوظ ہو۔

تنافر حروف: کلمے میں کچھ ایسے حروف جمع ہو جائیں جس کے سبب اس کا تلفظ دشوار ہو، جیسے ظش. (کھردرا)

مخالفت قیاس: کلمہ قاعدۂ صرفی ولغوی کے خلاف ہو، جیسے الحمد لله العلي الأجللِ۔(الاجلل میں ادغام نہیں کیا گیا)

نوٹ: اگر کوئی کلمہ قاعدۂ صرفی کے خلاف ہو، لیکن استعمال عرب کے موافق ہوتو وہ کلمے غیر فصیح نہیں کہلائیں گے، جیسے **مسجد، مشرق مغرب وغیرہ۔**

غرابت اور کراہت فی السمع: کلمہ ایسا غیر مانوس الاستعمال ہو کہ کان اس کے سننے سے نفرت کرے، جیسے **خوعم.** (بمعنی احمق)

فصاحت کلام: (فصاحت مرکب)

فصاحت کلام: کلام تنافر کلمات، ضعف تالیف، تعقید لفظی اور معنوی سے محفوظ ہو۔

تنافر کلمات: کلام میں کچھ ایسے فصیح کلمے جمع ہوجائیں، یا مکرر آجائیں جس کے سب اس کا تلفظ دشوار ہوجائے، جیسے

قبر حرب بمكان قفر

وليس قرب قبر حرب قبر [1]

ضعف تالیف: کلام مشہور قاعدۂ نحوی کے خلاف ہو، جیسے **جزى بنوه ابا الغيلان** (اضمار قبل الذکر ہے)۔

---

[1] قرب اور قبر کی تکرار سے ثقل پیدا ہوگیا، حرب بن امیہ نے سفر سے لوٹتے ہوئے ایک درخت کو کاٹا، اس سے آگ ظاہر ہوئی۔ اس میں جل کر مرگیا، جناتوں نے اس کے جثے کو بھی غائب کردیا۔

تعقید لفظی: کلام میں کچھ ایسی لفظی (۱) پیچیدگی (حذف، فصل ،تقدیم وتاخیر) ہو جس کے سبب اس کا مفہوم سمجھنا دشوار ہو۔ جیسے ما قرأ إلا واحدًا محمد مع اخیه کتابا. اس کی اصل ہے ما قرأ محمد مع أخيه إلا كتابا واحدا.

تعقید معنوی: کلام میں کچھ ایسی معنوی (۲) پیچیدگی ہو جس کے سبب اس کا مفہوم سمجھنا دشوار ہو، جیسے نشر الملک ألسنته فی المدينة. (۳)

فصاحت متکلم:

فصاحت متکلم: وہ ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے متکلم، فصیح کلام کے ذریعے مقصود کی تعبیر پر قادر ہو۔

فائدہ: تنافر کا علم، ذوق سلیم سے، مخالفت قیاس کا صرف سے، ضعف تالیف اور تعقید لفظی کا نحو سے، تعقید معنوی کا، علم بیان سے، غرابت اور کراہت فی السمع کا علم، کلام عرب کا بکثرت مطالعہ کرنے سے ہوتا ہے۔

---

۱ عبارت میں حذف تقدیم وتاخیر کی وجہ سے پیچیدگی پیدا ہوتی ہے۔

۲ مجاز کی کثرت اور کنایات بعیدہ کی وجہ سے معنوی پیچیدگی ہوتی ہے۔

۳ ألسنة سے مراد جاسوس ہے، جب کہ بہتر یہ تھا کہ جاسوسی کے لیے کنایۂ قریبہ ''أعين'' کا استعمال ہوتا ہے، چوں کہ جاسوس زبان کے بنسبت آنکھ زیادہ استعمال کرتا ہے۔

بلاغت کا بیان

بلاغت کے لغوی معنی: پہونچنا، انتہاء ہونا

بلاغت کی اصطلاحی تعریف: کسی عظیم مفہوم کو ایسی فصیح عبارت سے ادا کرنا جو نفوس میں مؤثر اور احوال کے مطابق ہو۔ [1]

بلاغت کی تقسیم

بلاغت کی دو قسمیں ہیں: (۱) بلاغت کلام (۲) بلاغت متکلم

بلاغت کلام: کلام کا حالات کے تقاضے کے مطابق ہونا۔

بلاغت متکلم: وہ ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے متکلم، بلیغ کلام کے ساتھ مقصود کی تعبیر پر قادر ہو۔

بلاغت کے مراتب

بلاغت کے چار درجے ہیں:

۱-حد الاعجاز ۲-اعلیٰ ۳-اوسط ۴-اسفل

---

[1] صحیح یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کی کوئی جامع تعریف اہل علم وفن سے منقول نہیں۔ کتاب میں جو تعریف پیش کی گئی وہ درحقیقت فصاحت و بلاغت کا ایک تعارف ہے۔ کسی شاعر نے بھی اردو میں اس کا تعارف پیش کیا۔

سمجھ میں بات آجائے فصاحت اس کو کہتے ہیں
سننے والے پر اثر ہو بلاغت اس کو کہتے ہیں

علم معانی

فصاحت وبلاغت تین علوم پر مشتمل ہوتے ہیں:

۱۔علم معانی ۲۔علم بیان ۳۔علم بدیع

علم معانی: وہ علم وفن ہے جس میں عربی الفاظ کے ان احوال سے بحث کی جائے جن کے ذریعے الفاظ مقتضی حال کے مطابق ہوں۔

علم معانی میں آٹھ قسم کے احوال سے بحث ہوتی ہے

(۱)خبر وانشاء

(۲)ذکر وحذف

(۳)تقدیم وتاخیر

(۴)تعریف وتنکیر

(۵)اطلاق وتقید

(۶)قصر

(۷)وصل وفصل

(۸)ایجاز واطناب ومساوات

﴿پہلا باب﴾

خبر وانشاء کا بیان

خبر: وہ کلام ہے جو بذات (۱) خود صدق وکذب کا احتمال رکھے، جیسے فتلقی آدم من ربہ کلمات۔

انشاء: وہ کلام ہے جو بذات خود صدق وکذب کا احتمال نہ رکھے، جیسے اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین۔

صدق: جو بات خارج اور واقع کے مطابق ہو، جیسے سافر زید کہا جائے جب کہ واقعی وہ سفر پر ہو۔

کذب: جو بات خارج اور واقعہ کے خلاف ہو۔

فائدہ: ہر جملہ کے دو رکن ہوتے ہیں: مسند الیہ اور مسند۔

فاعل، نائب فاعل۔ وہ مبتدا جس کی خبر ہو یہ سب مسند الیہ ہوتے ہیں۔ اور فعل، اسم فعل، خبر اور وہ مبتدا جس کی خبر نہ ہو یہ سب مسند بنتے ہیں۔ (۲)

---

۱ یعنی قائل اور مشاہدہ سے قطع نظر کرتے ہوئے، لہذا اگر کوئی کلام بذات خود صدق وکذب کا احتمال رکھے لیکن قائل اور مشاہدہ کی بنیاد پر جھوٹ کا احتمال ختم ہو جائے تب بھی وہ خبر کہلائے گا۔ جیسے کلامِ الٰہی اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲ وہ صیغۂ صفت جو حرف نفی یا استفہام کے بعد ہو اس کو مبتدا بناتے ہیں، اور اس کے بعد آنے والے کلمے کو اس کا فاعل (قائم مقام خبر) بناتے ہیں۔ جیسے أ قائم زید، ما قائم زید۔ مبتدا کی یہ قسم مسند ہوتی ہے

فـــائدے : مسند اورمسند الیہ کے علاوہ دوسرے اجزاءکوقید کہتے ہیں، (مضاف الیہ اورصلہ کے علاوہ)۔جیسے **وعلم آدم الأسماء** ،اس مثال میں آدم اور اسماء دونوں قید ہیں۔

مسند اورمسند الیہ ہونے میں اصلی اورسابقہ حالت کا اعتبار کیا جائے گا،لہذا نواسخ جملہ یعنی کانَ اور اس کے اخوات کا اسم ،انّ اور اس کے اخوات کا اسم، اور افعال قلوب کا پہلا مفعول مسند الیہ شمار ہوگا ،اور ان کی خبر اور افعال قلوب کا دوسرا مفعول مسند شمار ہوگا۔

أریٰ اورتمام متعدی بسہ مفعول کا مفعول ثانی مسند الیہ میں اورمفعول ثالث مسند میں شامل ہوگا۔

اجزاء کے اعتبار سے خبر کی تقسیم

اجزاء کے اعتبار سے خبر کی دوقسمیں ہیں:

(۱) جملہ فعلیہ:وہ جملہ ہے جس کا پہلا جزءفعل ہو،جیسے **یخلقکم فی بطون امھاتکم.**

(۲) جملہ اسمیہ:وہ جملہ ہے جس کا پہلا جزءاسم ہو،جیسے **محمد رسول الله.**

جمله فعلیه کے فائدے

جملہ فعلیہ کے دوفائدے ہیں:(۱)عمومی (۲)خصوصی

عـمومی فائدہ: فاعل کے لیے معنی حدوثی ثابت کرنا مخصوص زمانے

میں اختصار (۱) کے ساتھ۔ جیسے ظهر الفساد في البر والبحر۔

خصوصی فائدہ: استمرار تجددی ہے (یعنی مسلسل نئے نئے طریقے پر اس معنی کا ظاہر ہونا) جیسے یقلب (۲) الله الليل والنهار.

جملہ اسمیہ کے فائدے

جملہ اسمیہ کے دو فائدے ہیں: (۱) عمومی (۲) خصوصی

عمومی فائدہ: مسند کو مسند الیہ کے لیے ثابت کرنا جیسے هذا كتاب مبارك.

خصوصی فائدہ: استمرار دوامی ہے (یعنی مسند مسند الیہ کے لیے دوام اور ہمیشگی کے طور پر ثابت ہو۔ جیسے اولئک في العذاب محضرون۔

اغراض خبر

خبر کی اصلی غرض دو ہیں: (۱) فائدہ خبر (۲) لازم فائدہ خبر

فائدہ خبر: مخاطب کو ایسی بات کی خبر دینا جو اس کو معلوم نہ ہو، جیسے قال إني عبد الله.

۱؎ اسم فاعل اور اسم مفعول میں زمانہ غدا، الآن، أمس وغیرہ کے اضافے سے سمجھ میں آتا ہے۔ جیسے ضارب غدا وغیرہ، لیکن افعال میں اضافے کی ضرورت نہیں پڑتی، زمانہ اس کی ہیئت سے سمجھ میں آجاتا ہے۔

۲؎ دن رات کو اللہ پلٹتے رہتے ہیں، اس الٹ پھیر میں تجدد ہوتا رہتا ہے، کبھی دن لمبا، کبھی رات لمبی۔

لازم فائدہ خبر: مخاطب کوخبر دینااس نیت سے کہ متکلم خود بھی اس سے واقف ہے، جیسے **ستجدنی إن شاء الله من الصابرين**۔

ان دو کے علاوہ باقی اغراض مجازی ہیں۔

اغراض مجازی

۱-استرحام (رحم طلب کرنا): جیسے **رب إنی لما أنزلت إلَیَّ من خیر فقیر**۔

۲-اظہارضعف: جیسے **کقول زکریّا إنی وهن العظم منّی**

۳-اظہارخوشی: جیسے **أنا یوسف و هذا أخی**.

۴-اظہارحسرت: **رب إنی وضعتها انثی**.

۵-اظہارفخر: جیسے **انا ربکم الاعلیٰ**

۶-توبیخ: جیسے **لقد جاء کم موسی بالبیّنات ثمّ اتّخذتم العجل**.

۷-ارشاد: جیسے **کل مَن علیها فانٍ**.

اقسام خبر

مخاطب کے احوال کے اعتبار سے خبر کی تین قسمیں ہیں

(۱) **ابتدائی**: وہ خبر ہے جس میں خالی الذہن شخص سے خطاب کیا جائے۔جیسے **هذا کتاب مبارک انزلناه**۔

(۲) **طلبی**: وہ خبر ہے جس میں متردد شخص سے خطاب کیا جائے۔جیسے **إن هذا القرآن يهدي للتي هی أقوم**۔

(۳) انکاری: وہ خبر ہے جس میں منکر شخص سے خطاب کیا جائے۔ جیسے **إنه لقرآن كريم۔**

فائدہ: خبر ابتدائی تاکید سے خالی ہوگی، خبر طلبی میں تاکید لانا مستحسن ہے، خبر انکاری میں تاکید لانا واجب ہے، اور انکار کی شدت کے اعتبار سے تاکید میں بھی زیادتی ہوگی۔

فائدہ: تاکید کے الفاظ یہ ہیں: **إنّ ، أنّ، قد، إنما، كأنّ** (۱)، **ولكن، سين، سوف**، لام ابتدا (لام تاکید) نون ثقیلہ وخفیفہ، حروف تنبیہ (۲)، حروف زیادت (۳)، ضمیر فصل، تکرار خبر، تکرار نفی۔ اما شرطیہ، کلمات قسم۔

انشاء کا بیان

انشاء کی دو قسمیں ہیں (۱) طلبی (۲) غیر طلبی

طلبی: وہ انشاء ہے جس میں کسی مقصود کو طلب کیا جائے جیسے **اقم الصلوة۔**

غیر طلبی: وہ انشاء ہے جس میں کسی مقصود کو طلب نہ کیا جائے جیسے **نعم الثواب.**

انشاء طلبی کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) امر (۲) نہی (۳) تمنی (۴) ترجی (۵) استفہام (۶) ندا

---

۱ کانّ سے تشبیہ میں تاکید پیدا کی جاتی ہے، کاف تشبیہ میں تاکید نہیں ہوتی چوں کہ اَنّ سے خالی ہے۔

۲ حروف تنبیہ تین ہیں: ألا ، أما ، ها۔ ان حروف سے مخاطب کی غفلت دور کی جاتی ہے جس سے مضمون اوقع فی النفس ہوجاتا ہے اور تاکید کی غرض حاصل ہوجاتی ہے۔ ۳ حروف زیادت سات ہیں: باء، تاء، کاف، لا، لام، اَنْ، مِن ۔ یہ سب حروف، مفہوم کلام کو مؤکد کرتے ہیں، بالکل زائد محض نہیں ہوتے ہیں۔

امر کا بیان

امر: وجود فعل کو طلب کرنا اپنے کو بڑا سمجھتے (۱) ہوئے۔ جیسے أقيموا الصلوة.

فائدہ: امر کے چار طریقے ہیں۔

(۱) فعل امر۔ جیسے قولوا قولا سديدا

(۲) اسم فعل امر۔ جیسے عليكم أنفسكم

(۳) مضارع جو لام امر کے ساتھ ہو۔ جیسے و ليطوفوا بالبيت العتيق

(۴) مصدر جو فعل امر کا نائب ہو۔ جیسے وبالوالدين احسانا (أي أحسِن)

اغراض امر: امر کی غرض اصلی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی (یعنی وجود فعل کو طلب کرنا اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے) اس کے علاوہ باقی اغراض مجازی ہیں۔

۱-دعاء: جیسے رب هب لي من لدنك ذرية طيبة. رب ارحمهما كما ربياني صغيرًا.

۲-التماس (برابر والے سے کچھ کہنا): جیسے ألقوه فى غيابة الجب.

۳-تمنی: جیسے يا مالك ليقض علينا ربك. (۲)

---

۱ اپنے کو بڑا سمجھتے ہوئے یہ قید صرف اصولیین اور بلغاء کی اصطلاح میں ہے۔ اصطلاح عرب اور صرف میں یہ قید نہیں ہے۔ ۲ اہل جہنم، داروغۂ جہنم مالک سے کہیں گے: چاہیے کہ آپ کا رب ہمارا خاتمہ کر دے۔

۴-تہدید(ڈرانادھمکانا): جیسے إعملوا ماشئتم.

۵-تعجیز(بے بسی ظاہر کرنا): جیسے فأتوا بسورة من مثله.

۶-تسویہ(دوچیزوں میں برابری ظاہر کرنا): جیسے وأسروا قولكم أو اجهروا به.(۲)

۷-دوام: جیسے إهدنا الصراط المستقيم.(۳)

۸-اکرام: جیسے أدخلوها بسلام آمنين.

۹-امتنان(احسان جتانا): جیسے كلوا من طيبات مارزقناكم.

۱۰-ارشاد(خیر کی بات بتانا): جیسے إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمى فاكتبوه.(۴)

۱۱-اباحت(جواز کو بتانا): جیسے كلوا واشربوا.

۱۲-تعجب: جیسے انظر كيف ضربوا لک الأمثال.

۱-اهانت تہکم(توہین کرنا): جیسے كونوا حجارةً أو حديدًا(۵). ذق إنک أنت العزيز الكريم.

۱۴-اعتبار:(عبرت حاصل کرنا)جیسے انظروا إلىٰ ثمره إذا أثمر.

---

۱ اللہ کے لیے جہری اور سری بات برابر ہے۔ ۲ صراط مستقیم پر استقامت اور دوام کی دعاء مقصود ہے۔

۳ قرض کے بارے میں اللہ کا ارشادی حکم ہے کہ کچھ رقم ایک میعاد کے لیے دو تو اسے لکھ لیا کرو۔

۴ مشرکین کو کہا گیا جو بعث کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ تم پتھر یا لوہا ہو جاؤ تو بھی اللہ تمہارے بعث پر قادر ہے۔

نہی کا بیان

نہی: ترک فعل کو طلب کرنا اپنے کو بڑا سمجھتے (۱) ہوئے جیسے **لا تفسدوا في الارض.**

اغراض نہی: نہی کی غرض اصلی وہی ہے جو تعریف کے ضمن میں ذکر کی گئی، باقی اغراض مجازی ہیں:

۱-دعا: جیسے **لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا.**

۲-التماس: جیسے **لا تقتلوه.** (۲)

۳-تمنی: جیسے **لا تكن مع الكافرين.** (۳)

۴-ارشاد: جیسے **لا تسألوا عن اشياء إن تبدلكم تسؤكم.**

۵-دوام: جیسے **لا تحسبن الله غافلا.**

۶-توبیخ: جیسے **لايسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرا منهم.**

۷-تیئیس (مایوس کرنا): جیسے **لا تعتذروا اليوم.** (قیامت کے دن کافروں سے کہا جائے گا)

۸-تہدید: (ڈرانا) جیسے **لاتحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون** (آدمؑ وحواء سے کہا گیا)

---

۱ یہ قید صرف اصولیین اور بلغاء کے نزدیک ہے۔ اصطلاح عرب اور صرف میں نہیں۔ ۲ بھائیوں نے یوسفؑ کے بارے میں ایک دوسرے کو کہا۔ ۳ نوحؑ نے بیٹے کنعان کو کہا جو درحقیقت ان کی تمنا تھی، ورنہ ان کی ہلاکت من جانب اللہ طے ہو چکی تھی۔

۹-تحقیر: جیسے إنما المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام.

۱۰-تأنیس: (مانوس کرنا) جیسے　　لا تحزن إن الله معنا.

تمنی اور ترجی کا بیان

تمنی کی تعریف: کسی ایسی محبوب چیز کو طلب کرنا جس کے حصول کی امید نہ ہو، محال یا مشابہ بالمحال ہونے کی وجہ سے جیسے یا لیتنی کنت ترابا۔

فائدہ: تمنی کے چار کلمات ہیں (۱) لیت (۲) لعل (۳) ھل (۴) لو۔ پہلا حرف اصلی ہے باقی تینوں غیر اصلی ہیں۔

ترجی: کسی ایسی محبوب چیز کا انتظار کرنا جس کے حصول کی امید ہو، جیسے لعل الله یحدث بعد ذلک أمرا، عسی اللّٰه أن یأتی بالفتح.

ترجی کے لیے دو حروف ہیں: عسٰی، لعلّ.

فائدہ: اگر ترجی کا استعمال کسی چیز سے ڈرانے کے لیے ہو تو اس کا شمار انشاء غیر طلبی میں ہوگا۔ جیسے عسی أن یکون ردف لکم بعض الذي تستعجلون.

استفہام کا بیان

استفہام کی تعریف: کسی چیز کے متعلق علم طلب کرنا جیسے أ إله مع الله۔

استفہام کے کلمات یہ ہیں: ھمزہ، ھل، من، ما، متی، أیان، أین، أنی، أي، کیف، کم۔

ھمزہ: طلب تصور اور طلب تصدیق دونوں کے لیے آتا ہے۔

طلب تصور ادراک مفرد اور تعیین کا نام ہے یعنی جملہ کی نسبت معلوم ہے، لیکن وہ نسبت کس کے ساتھ ہے وہ معلوم نہیں جیسے **أ أنتم تخلقو نه أم نحن الخالقون**۔

طلب تصدیق: ادراک نسبت کا نام ہے یعنی نسبت ہی معلوم نہیں ، اس نسبت کو جاننا مقصود ہو۔ جیسے **الـم نـجعل له عينين** ۔اس کا جواب **نعم** یا **لا** کے ذریعے دیا جائے گا۔

فـائدہ(۱): طلب تصور میں مسئول عنہ، ہمزہ سے متصل ہوتا ہے۔ خواہ مسند ہو یا مسند الیہ یا مفعول یا حال وغیرہ۔ طلب تصور میں مسئول عنہ کا ایک مقابل ذکر کیا جاتا ہے اس کو معادل کہا جاتا ہے، جیسے **ازیـد نـجـح أم أخـوہ** میں ''اخوہ'' معادل ہے۔

فائدہ: اگر طلب تصور میں ام آئے تو ام متصلہ کہتے ہیں، اور طلب تصدیق میں ام آئے تو ام منقطعہ کہتے ہیں۔

ھل: صرف طلب تصدیق کے لیے آتا ہے جیسے۔ **هل علمتم ما فعلتم بيوسف**۔ **ھل** کی دو قسمیں ہیں: (۱)بسیطہ (۲) مرکبہ

بسیطہ: وہ ہے جس سے صرف وجود شئ کا سوال ہو۔ جیسے **هـل لـنـا مـن الأمر من شيء**۔

مرکبہ: وہ ہے جس سے وجود شیء کے ساتھ کسی حکم کا بھی سوال ہو۔ جیسے **هل من خالق غير الله**.

همزہ اور ھل کا فرق

ھل صرف طلب تصدیق کے لیے آتا ہے۔ ھمزہ طلب تصور اور تصدیق دونوں کے لیے آتا ہے۔

ھل صرف کلام مثبت پر داخل ہوتا ہے۔ ھمزہ مثبت اور منفی دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ لہذا اھل ما قام زید نہیں کہا جائے گا۔

ھل فعل مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ ھمزہ مضارع کو زمانۂ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔

ھل کلمہ شرط اور اِنّ پر داخل نہیں ہوگا۔ ھمزہ داخل ہوسکتا ہے۔ جیسے ھل إن ضربتَ ضربتُ، ھل إنّ زیدًا قائم نہیں کہا جائے گا۔

ھل حرف عطف پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ ھمزہ مقدم ہوسکتا ہے۔ جیسے أفلم یسیروا۔

ھل اصلاً قد کے معنی میں ہوتا ہے۔ لہٰذا ھل اس جملہ اسمیہ پر داخل نہیں ہوسکتا ہے جس کا دوسرا جز فعل ہو۔ ھمزہ داخل ہوسکتا ہے جیسے ازید قام کہا جائے گا، ھل زید قام نہیں کہا جائے گا۔

من: عاقل کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے من یرزقکم من السماء۔

ما: غیر عاقل کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے جیسے القارعة ما القارعة۔

فــائده: کبھی ماکلمہ کی تشریح کے لیے آتا ہے، جیسے **مـا الـعسجد** (۱)۔ کبھی کسی ذات کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے، جیسے **مـا الإنسـان** ۔اور کبھی کسی کا حال دریافت کرنے لیے بھی آتا ہے، جیسے **ما انت**۔ (تو کیسا ہے)

متی: زمانہ کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے خواہ ماضی ہو یا مستقبل۔ جیسے **متی هذا الوعد**۔

أيــان: زمانۂ مستقبل کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے اور زیادہ تر تفخیم اور تہویل والی جگہ پر مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے **أيان يوم الدين**۔

اين: جگہ کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے **أين المفر**۔

أنی: تین معنی کے لیے آتا ہے (۱) کیف کے معنی میں، جیسے **أنی يكون لي ولد ولم يمسسني بشر** (۲) من این کے معنی میں جیسے **أنی لک هذا** (۲) (۳) متی کے معنی میں جیسے **فأتو حرثكم أنی** (۳) **شئتم**.

كيف: حال کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے **فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد**۔

كم: عدد کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے **كم لبثتم** ۔

أیّ: دو مشترک چیزوں میں سے ایک کی تعیین، یا مضاف الیہ میں سے بعض افراد کی تعیین طلب کرنے کے لیے آتا ہے جیسے **اي الـفـريـقيـن خيـر مقـامـا**، **ولتعلمن أينا أشد عذابا وأبقی**.

---

۱ عسجد کے معنی ہیں سونا۔ ۲ حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ سے کہا تھا جب کہ ان کے پاس بے موسم کا پھل دیکھا۔
۳ أي متی شئتم جب چاہو، صبح شام، رات دن کبھی بھی اپنی بیوی سے مجامعت کر سکتے ہو، ایک تفسیر ایسی بھی منقول ہے۔

اغراض استفهام: غرض اصلی: کسی شئ کے متعلق علم طلب کرنا۔

اغراض مجازی

۱۔تسویۃ: جیسے **سواء عليهم ء انذرتهم ام لم تنذرهم .**

۲۔نفی: جیسے **هل جزاء الاحسان الا الاحسان .أي ما جزاء الاحسان الا الاحسان**

۳۔انکار وتوبیخ: (کسی چیز پر نکیر کرنا اور ڈانٹنا) جیسے **اليس الله بكاف عبده.**

۴۔امر: جیسے **فهل انتم منتهون أي انتهو ا.**

۵۔نہی: جیسے **اتخشونهم اى لا تخشوهم .**

۶۔تشویق: (شوق دلانا) جیسے **هل أدلكم علىٰ تجارة تنجيكم من عذاب أليم .**

۷۔تعظیم: جیسے **من ذا الذى يشفع عنده إلاّ بإذنه.** (۱)

۸۔تحقیر واستخفاف: جیسے **أ هذا الذى يذكر آلهتكم.** (۲)

۹۔تہکم: (مذاق کرنا) جیسے **أصلوتک تأمرک أن نترک ما يعبد آباؤنا.** (۳)

۱۰۔استبعاد: (بعید قرار دینا) جیسے **أنى لهم الذكرىٰ.**

۱؎ اللہ کی عظمت کا ذکر ہے کہ کوئی اس کے سامنے منہ نہیں کھول سکتا۔

۲؎ قوم ابراہیمؑ نے ابراہیمؑ کے بارے میں تحقیراً ایسا کہا تھا۔ ۳؎ قوم شعیبؑ نے آپ کی نماز کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

۱۱-تنبیہ علی الباطل: جیسے فاین تذهبون

۱۲-تقریر: (ثابت اور پختہ کرنا) جیسے اولم یسیروا فی الارض.

۱۳- تعجب: جیسے مالنالانؤمن باللّٰہ.

۱۴-تنبیہ علی الخطاء: جیسے اتستبدلون الذی هوادنیٰ بالذی هو خیر.

۱۵-وعید: جیسے الم ترک کیف فعل ربک بعاد، الم نهلک الأولین.

۱۶- استبطاء: (تاخیر محسوس کرنا) جیسے متی نصر الله.

ندا کا بیان

ندا کی تعریف: کسی کی توجہ طلب کرنا ایسے حرف کے ذریعے جو أدعــو فعل کے قائم مقام ہو جیسے یا د اؤد إنا جعلناک خلیفة في الارض۔

حروف نداء یہ ہیں: أ، أی، یا، آ، وا، أیا، هیا، آیِ.

شروع کے دو، قریب کے واسطے۔ بیچ کے تین قریب اور بعید دونوں کے واسطے۔ اخیر کے تین بعید کے واسطے استعمال کئے جاتے ہیں۔

فــــائده: کبھی بعید کو قریب کے درجے میں رکھ کر قریب والا حرف نداء استعمال کیا جاتا ہے مثلاً بعید ہونے کے باوجود پوری طرح متوجہ ہو، کان لگائے ہوئے، یا ذہن و دماغ پر وہ چھایا ہوا ہو۔ اور کبھی قریب کو بعید کی جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے کہ قریب ہونے کے باوجود وہ غافل ہے یا، سو رہا ہے یا، اعراض کر رہا ہے، یا وہ رفیع

المرتبت یاحقیر المرتبت ہے،تو اس کے لیے بعید والا حرف نداء استعمال ہوتا ہے۔جیسے **أيا مولاى** اور **أيا هذا**۔

اغراض ندا: ندا کی غرض اصلی وہی ہے جو تعریف کے ضمن میں ذکر کی گئی (توجہ طلب کرنا) اس کے علاوہ باقی اغراض مجازی ہیں۔

۱-اغراء (کسی کام پر ابھارنا): جیسے **يا أيها النبى جاهد الكفار.**

۲-زجر وتوبیخ (ڈانٹنا): جیسے **يا أيها النبى لم تحرم ما أحل الله.** (۱) **اني لأظنک يا موسى مسحورا.**

۳-ترحم (رحم ظاہر کرنا): جیسے **يا بنى إنى أرى فى المنام أني أذبحک يا مسکين)**

۴-تأسف (افسوس ظاہر کرنا): جیسے **يا حسرتا علىٰ ما فرطت.**

۵-اِستغاثہ (فریاد طلب کرنا): جیسے **رب إني وهن العظم.**(۲) **(يا أللّه)**

۶-ندبہ (اظہار غم کرنا): جیسے **يا أبتاه إلىٰ جبرئيل ننعاه.**(۳) **(الحديث)**

۷-تعجب: جیسے **رب أنى يكون لى ولد و لم يمسسنى بشر.**

۸-تحقیر: جیسے **يا صالح قد كنت فينا مرجوًّا.**(۴)

---

۱ واقعہ تحریم عسل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زجر کیا گیا۔ ۲ حضرت زکریاؑ نے اولاد کی طلب کے لیے اپنی کمزوری ظاہر کی اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں۔ ۳ حضرت فاطمہؓ نے آپ کی وفات پر کہا: ہم جبرئیل کو آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ ۴ اے صالحؑ تو ہم میں بڑا ہونہار تھا۔قوم نے تحقیرا یہ جملہ کہا۔

۹-تحیُّر و تضجُّر (حیرت اور بے چینی ظاہر کرنا): جیسے رب أنی یکون لی غلام وقد بلغني الكبر.

۱۰-تحزن (حزن وملال ظاہر کرنا): جیسے یا ویلتٰی لیتنی لم أتخذ فلانًا خليلاً.

۱۱-اختصاص: (خصوصیت ظاہر کرنا) جیسے رحمت الله وبركاته عليكم أهل البيت (أي يا أهل البيت)

انشاء غیر طلبی کا بیان

انشاء غیر طلبی وہ ہے جس میں کسی مقصود کو طلب نہ کیا جائے۔

اس کی سات قسمیں ہیں:

۱-تعجب: جیسے اسمع به وأبصر

۲-قسم: جیسے والله ربنا ما كنا مشركين

۳-افعال رجاء: جیسے یکاد البرق يخطف أبصارهم.

۴-افعال مدح وذم: جیسے نعم الثواب، وبئس المهاد.

۶-معاملات کے صیغے: جیسے زوجنكها.(۱) ان انكحک احدى ابنتي.

۷-رُبّ: جیسے ربما یود الذين كفرو.

۱؎ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا حضرت زینبؓ بنت جحش کے بارے میں ہم نے آپ کا نکاح ان سے (آسمان میں) کر دیا اسی لیے وہ تمام ازواج پر فخر کرتی تھیں، سب کا نکاح زمین پر ہوا، میرا نکاح آسمان پر ہوا

کم خبریہ: جیسے کم من ملک فی السموات .

فائدہ: کبھی کسی غرض کی بناء پر انشاء کی جگہ خبر کا استعمال ہوتا ہے وہ اغراض یہ ہیں:

تفاول (نیک فالی): جیسے ومن دخلہ کان آمنا.

تأدب (ادب کو ملحوظ رکھنا، صورت امر سے بچنا): **تزرعون سبع سنین دأبا، ینظر إلی المولٰی ساعة.** (۱)

---

۱ اصل انظر ہے، اسی طرح اصل ازرعو، لیکن ادباً امر استعمال نہیں کیا گیا

دوسراباب

ذکروحذف کابیان

ذکر(۱) کا بیان

کلام میں جو بھی لفظ ذکر یا حذف کیا جائے اس کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے، چناں چہ پہلے ذکر کے اسباب یہاں بیان کئے جارہے ہیں۔

(۱)قرینہ کا نہ پایا جانا: جیسے **غلبت الروم**(۲) **ظهر الفساد في البر والبحر**۔

(۲)تقریر(وضاحت کی زیادتی): جیسے **أولئک علی هدی من ربهم و أولئک هم المفلحون.** (أولئک کے مکرر لانے سے بات پختہ ہوگئی)

(۳)تسجیل علی السامع (سامع پر کسی بات کو پختہ کردینا تاکہ انکار کی گنجائش نہ رہے): جیسے **ألا ان ثمود کفروا ربهم ألا بعدا لثمود.**(۳)

(۴)تعریض(سامع کی کند ذہنی کی طرف اشارہ کرنا)جیسے: **توبوا إلی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم.**(۴)

---

۱ ذکر سے مراد ذکر کلمہ ولفظ ہے،خواہ وہ کلمہ مسند ہو یا مسند الیہ یا ان دونوں کے علاوہ۔ ۲ اگر روم اور فساد کو حذف کردیا جائے تو معلوم نہ ہوگا کہ مسند الیہ کون ہے۔ ۳ ثمود کو دوبارہ ذکر کیا گیا تاکہ سامع پر بات پختہ ہوجائے کہ بددعا انہیں کے لیے۔ ۴ لفظ باریٔ کو اخیر میں دوبارہ لانے کی ضرورت نہ تھی،لیکن دوبارہ لاکر سامع کی کند ذہنی کی طرف اشارہ کردیا گیا اگر اس کو نہ لایا جاتا تو وہ کچھ اور سمجھ لیتا۔

(۵)تبرک اوراستلذ اذ: جیسے الذی خلقنی فهو یهدین والذي (۱) هو يطعمنی ويسقين، هو الله الخالق البارئ.

(۶)تعظیم: جیسے ربنا (۲) الذي اعطى كل شیء

(۷) تحقیر: جیسے قال فرعون وما رب العلمين

فائدہ: فاعل اورمفعولات وغیرہ کے ذکر کا فائدہ، تعلق فعل کو ظاہر کرنا ہے کہ فعل کا اس سے صدور اور وقوع کا تعلق ہے۔

حذف کا بیان

حذف کے بھی چند اسباب ہیں:

(۱)غیر مخاطب سے کسی امر کو چھپانا: جیسے عبس وتولی.(۳)

(۲)مقام کی تنگی: جیسے فصبر جميل.(۴)

(۳)وزن اور قافیہ کی حفاظت: جیسے نعب الغراب فقلت بين عاجل

(۴)اہل عرب کے استعمال کی پیروی: جیسے لو لا أنتم(۵) لكنا مومنين.

(۵)مسند ایک ہی ذات کے لائق ہو: جیسے خالق كل شیء، عالم الغيب والشهادة. (أي الله)

---

۱ الذي کا کئی مرتبہ اعادہ ہوا برکت اور لذت حاصل کرنے کے لیے۔ ۲ ربنا کو ذکر کیا گیا اللہ کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے۔ ۳ چیں بجبیں ہوئے اور پشت پھیر لی، آپؐ مراد ہیں، جب کہ ابن ام مکتوم کچھ سوالات کے لیے آئے، آپؐ کے سامنے مشرکین کی ایک جماعت تھی، آپؐ نے ان کو مقدم سمجھا اور ابن ام مکتومؓ سے بے رخی اختیار کی۔ ۴ ای امری صبر جمیل ۵ أي لولا أنتم موجودون، لولا کے بعد خبر کا حذف کرنا واجب ہے۔

(٦) کسی قرینہ کا دلالت کرنا: جیسے وقالت عجوز عقیم،(أی أنا) إن اللّٰہ بریئٌ من المشرکین ورسولہ. (أی بریئٌ)

(٧) انکار کی گنجائش پیدا کرنا: جیسے همّاز مشاء بنميم.(١)

حذف فاعل کے خاص اسباب

(١) اس کا معلوم اور مشہور ہونا: جیسے خلق الإنسان ضعيفًا، ان هو إلا وحی یوحی.

(٢) اس کا مجہول ہونا: جیسے اخترع الحساب.(٢) إذا مزقتم كل ممزق.

(٣) تعظیم کی بناء پر: جیسے اشر أريد (٣) بمن في الارض.

(٤) تحقیر کی بناء پر: جیسے بأي ذنب قتلت.(٤)

(٥) اس سے یا اس پر خوف کی بناء پر: جیسے سرق المتاع.(٥)

---

١ ولید بن مغیرہ کی مذمت ہے، لیکن اللہ نے نام نہیں لیا ہے تاکہ بوقت ضرورت انکار کی گنجائش ہے کہ وہ مراد نہیں۔
٢ معلوم نہیں ہے کہ حساب کا موجد کون ہے۔ ٣ آیا شر کا ارادہ کیا گیا اہل زمین کے ساتھ، جناتوں کا یہ قول ہے ادبًا اور تعظیمًا شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی اور فعل مجہول استعمال کیا۔ ٤ قتل کرنے والا باپ ہے، تحقیرًا حذف کر دیا گیا۔ ٥ سرق المتاع، چور کوئی ظالم شخص ہے یا کمزور ولاغر ہے، اگر بتا دیا جائے تو اپنی جان یا اس کی جان کا خطرہ ہے۔

مفعول به کے حذف کے خاص اسباب

(۱) خاصہ اور وزن کی حفاظت: جیسے ما ودعک ربک وما قلٰی (أي ما قلاک).

(۲) عموم پیدا کرنا: جیسے واللّٰـه یدعوا إلٰی دار السلام. (أي جمیع الناس)

(۳) فعل متعدی کو لازم کی جگہ پر مان لینا: جیسے هـل یستـوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون.

(۴) اختصار پیدا کرنا: جیسے یغفر لمن یشاء. (أي الذنوب)

(۵) ابہام کے بعد وضاحت کرنا: جیسے فمن شاء فلیؤمن. (أي فمن شاء الإیمان فلیؤمن)

(٦) ماقبل میں اس کا ذکر ہو جانا: جیسے یمحو الله ما یشاء ویثبت (أي یثبت ما یشاء)

﴿تیسراباب﴾

تقدیم وتاخیر کا بیان

مسند اليه کی تقدیم کے اسباب

(۱)اہمیت: جیسے محمد رسول الله

(۲)اتباع قواعد: جیسے من (۱) یرزقکم من السمٰوٰت والارض

(۳)تشویق: جیسے إن أکرمکم(۲) عند الله اتقاکم

(۴)غمی یا خوشی کو جلد بیان کرنا: جیسے سلام علی المرسلین، طائرکم معکم.

(۵)تخصیص: جیسے ألله ربنا.

(۶)تقویت حکم: جیسے الله الذي خلق سبع سمٰوٰت. (خلق کی نسبت ایک مرتبہ اللہ کی طرف دوسری مرتبہ اس کی ضمیر کی طرف کی گئی جس سے حکم مؤکد ہوگیا)

(۷)افادۂ عموم: جیسے کل ظالم لا یفلح. (کوئی ظالم کامیاب نہ ہوگا)

مسند کی تقدیم کے اسباب

بعض اسباب وہی ہیں جو مسند الیہ میں ذکر کئے گئے، کچھ مزید اسباب یہ ہیں:

(۱)مسند کا موقع سوال یا موقع تعجب وانکار ہونا۔ جیسے أتخشونهم.

---

۱ من استفہامیہ صدارت کلام کا تقاضہ کرتا ہے۔

۲ اکرمکم: تم میں سب سے معزز اللہ کے نزدیک، اس اسلوب سے آگے کی بات جاننے کا ایک شوق پیدا ہوتا ہے۔

(۲) نیک فالی۔جیسے ادخلوها بسلام آمنین.

(۳) اس کا عامل ہونا۔جیسے سیقول السفهاء.

(۴) وزن کی حفاظت۔جیسے خذوه فغلوه.

فعل اور اس کی ترتیب کا بیان

فائدہ: اصل یہ ہے کہ عامل معمول پر مقدم ہو،فعل اور فاعل میں ہمیشہ اس ضابطے کی رعایت کی جاتی ہے۔البتہ مفاعیل، حال اور جار مجرور وغیرہ فعل اور فاعل پر کسی غرض کے پیش نظر مقدم ہوسکتے ہیں۔مثلاً

(۱) تخصیص کا ارادہ ہو: جیسے ایاک نعبد.

(۲) درست رائے کی طرف لوٹانا ہو: جیسے بل الله فاعبد.(۱)

(۳) رعایت فاصلہ مقصود ہو: جیسے جاء هم من ربهم الهدى.(۲)

(۴) کوئی امر معنوی ہو: جیسے قال رجل مؤمن من آل فرعون یکتم(۳) ایمانه.

(۵) اہمیت کے پیش نظر: جیسے فأما اليتيم فلا تقهر

(۶) نحوی قاعدہ میں کوئی خلل کا اندیشہ ہو: جیسے یکفي كل يوم شره.(۴)

(۷) تبرک مقصود ہو: جیسے وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس.

---

۱ مشرکین شرکیہ عقیدہ میں مبتلا تھے ان کو صحیح راستہ یعنی توحید کی طرف دعوت دی گئی، اس آیت میں گرچہ خطاب آپ کو ہے لیکن روئے خطاب قوم کی طرف ہے۔ ۲ ہدیٰ فاعل ہے، رعایۃ فاصلہ کے لیے مؤخر کیا گیا۔ ۳ من آل فرعون، اگر یکتم کے بعد ہوتا تو اس رجل کا آل فرعون میں سے ہونا سمجھ میں نہ آتا۔ ۴ کل یوم۔اگر یہ مقدم نہ ہو تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا چوں کہ شرہ کی ضمیر یوم کی طرف راجع ہے۔

﴿چوتھا باب﴾

تعریف وتنکیر کے بیان میں

تعریف: کلمہ کسی متعین چیز پر دلالت کرے۔

تنکیر: کلمہ کسی غیر متعین چیز پر دلالت کرے۔

معرفہ کی سات قسمیں ہیں:

(۱) ضمیر (۲) علم (۳) اسماء اشارہ (۴) اسماء موصولہ (۵) معرف باللام (۶) ان میں سے کسی ایک طرف اضافت (۷) منادیٰ

تعریف کے فائدے:

ضمیر کے ذریعے معرفہ بنانے کے دو فائدے ہیں:

(۱) موقع تکلم خطاب اور غیبت ظاہر ہو جائے۔ جیسے أنا الله لا إله إلا أنا فاعبدني، أ أنت قلت للناس، وهو خير الحاكمين.

(۲) اسم اور ذات کو چھپانا، اور اختصار پیدا کرنا۔ جیسے اعد اللّٰه لهم مغفرة (ضمیر هم بیس کلمات کی جگہ پر ہے۔)

علم کے ذریعے معرفہ بنانے کے پانچ فائدے ہیں:

(۱) اول وہلہ میں اس کو سامع کے ذہن میں حاضر کر دینا: جیسے وإذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسمٰعيل.

(۲)**تعظیم**: جیسے الله ربنا.

(۳) **تحقیر**: جیسے قال فرعون وما رب العالمين.

(٤) **ڈرانا**: جیسے لمن الملك اليوم لله الواحد القهار.

(٥) **استلذاذ**(لذت حاصل کرنا): جیسے هو الله الواحد القهار

اسم اشارہ کے ذریعے معرفہ بنانے کے پانچ فائدے ہیں:

(۱) قرب کو بتانا: جیسے هذا ما وعد الرحمن.

(۲) بعد کو ظاہر کرنا: جیسے ذلك خير.

(۳) تعظیم: جیسے ذلك الكتاب لا ريب فيه، إن هذا القرآن يهدى.

(۴) تحقیر: جیسے أ هذا الذى يذكر آلهتكم، فذلك الذي يدع اليتيم.(۱)

(۵) مخاطب کے ذکاوت کی طرف اشارہ کرنا: جیسے هذا، وان للطاغين لشرماب. هذا مختصر مضبوط فى النحو.(۲)

---

۱ اسم اشارہ قریب اور بعید دونوں کا استعمال تعظیم اور تحقیر دونوں غرض کے لیے ہوتا ہے اسی لیے دونوں مقام پر دو دو مثالیں دی گئی۔ ۲ اسم اشارہ اصلاً محسوس چیز کی طرف اشارہ کے لیے ہوتا ہے۔ اگر ذہنی مفہوم کی طرف اشارہ کے لیے استعمال ہوتو مخاطب کی ذہانت کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس مخاطب کے نزدیک معقول، محسوس کے درجے میں ہے۔ ۳ بیڑی کے درخت کو ڈھانپنے والی عظیم چیز اللہ کی تجلی یا فرشتے تھے، جو شب معراج مین زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اکٹھے ہوئے۔ ۴ سعی مبہم ہے لیکن مفسرین نے اس کی تفسیر ایمان سے کی ہے۔ ۵ ایمان اور اعمال صالحہ دخول جنت کی علت ہے۔

اسم موصول کے ذریعے معرفہ بنانے کے چھ فائدے ہیں:

(۱) تعظیم (عظمت ظاہر کرنا): جیسے إذ یغشی السدرة (۳) ما یغشی.

(۲) ابہام (پوشیدہ رکھنا): جیسے لیس للإنسان الا ما(۴) سعٰی، فغشیهم من الیَمّ ما غشیهم.

(۳) توبیخ (ڈانٹنا): جیسے إنکم و ما تعبدون من دون الله حصب جهنم.

(۴) تعلیل (علت بیان کرنا): جیسے إن الذین(۲) امنو و عملو الصالحات لهم جنت النعیم.

(۵) تمسخر (مذاق اڑانا): جیسے الذي نزل علیه الذکر انک لمجنون.

(۶) صلہ کا علم نہ ہونا: جیسے رب إني نذرت لک ما بطني محررًا.

الف لام کے ذریعے معرفہ بنانے کا صرف ایک فائدہ ہے

(۱) متعین شئ کی طرف اشارہ کرنا۔ جیسے لیس الذکر کالانثی۔ انثی سے مراد متعین ذات حضرت مریم علیہا السلام مراد ہیں۔

اضافت کے ذریعہ معرفہ بنانے کے پانچ فائدے ہیں:

(۱) اختصار (عبارت کو مختصر کرنا: جیسے اقترب للناس حسابهم .

(۲) تعظیم: جیسے إن عبادي لیس لک علیهم سلطان.

(۳) اکرام پر ابھارنا: جیسے الحمد لله رب العلمین.

(۴) ذلت پر ابھارنا: جیسے لا تتخذوا عدُوّی و عدُوکم أولیاء.

(۵) تہکم (استہزاء کرنا): جیسے إن رسولکم الذي ارسل إلیکم لمجنون.

ندا کے ذریعے معرفہ بنانے کے وہی فائدے ہیں جو ندا کی بحث میں ذکر کئے گئے ہیں یعنی توجہ طلب کرنا، ابھارنا، غم افسوس کرنا وغیرہ۔

تنکیر کے فائدے: چار غرضوں کی بنیاد پر مسندالیہ کو نکرہ لایا جاتا ہے:

(۱) افراد (ایک ہونے کو بتانا): جیسے جاء رجل من أقصی المدینة یسعی.

(۲) نوعیت (کسی ایک حالت کو بتانا): جیسے فویل للذین کفروا من النار، وعلی أبصارهم غشاوة.[۱]

(۳) تکثیر (زیادتی کو بتانا): جیسے أئن لنا لأجرًا (کیا واقعی ہمارے لیے خوب اجر ہے)

(۴) تقلیل (قلت اور کمی کو بتانا): جیسے ورضوان من اللّٰه اکبر۔ (اللہ کی تھوڑی رضامندی بہت بڑی ہے)

فائدہ: مسند اکثر نکرہ ہوتا ہے۔ چوں کہ اس سے تعیین مقصود نہیں ہوتا۔

فائدہ: اگر مسند کو معرفہ لایا جائے تو اس سے حصر مقصود ہوتا ہے۔ کبھی حقیقۃً جیسے وهو الغفور، (وہی بہت معاف کرنے والا ہے) کبھی مبالغۃً جیسے أنت الأمیر (تو ہی امیر ہے۔ کسی انسان سے کہا جائے)۔

فائدہ: اضافت اور صفت کے ذریعے مسند میں تخصیص پیدا کی جاتی ہے جیسے تلک آیات الکتاب الحکیم۔

---

[۱] ایک خاص قسم کی ہلاکت اور ایک خاص قسم کا پردہ ہے۔

﴿پانچواں باب﴾

اطلاق وتقیید کا بیان

اطلاق: یہ ہے کہ کلام میں صرف مسند اور مسند الیہ کو ذکر کیا جائے۔ جیسے الله ربنا۔

تقیید: یہ ہے کہ کلام میں مسند اور مسند الیہ کے علاوہ کوئی زائد چیز ہو۔ جیسے إن الدین عند الله الإسلام، تلک عشرة کاملة۔

اطلاق وتقیید کے اغراض

اطلاق سے دو غرض ہوتی ہے: (۱) ایک یہ کہ قید سے کوئی غرض وابستہ نہ ہو۔ جیسے اقتربت الساعة وانشق القمر۔

(۲) سامع کو سوچ کی آزادی دینا ہو وہ جو چاہے سوچ لے۔ جیسے جاء زید میں اس کو فکری آزادی حاصل ہے کہ وہ سوچے کہ سوار آیا، یا پیدل، صبح آیا، یا شام میں۔

تقیید کی دو غرض ہوتی ہے۔

(۱) فائدۂ مقصودہ کو حاصل کرنا۔ جیسے یکاد زیتها یضیئ۔ (یکاد سے قرب کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے)

(۲) کلام کو کاذب ہونے سے بچانا۔ جیسے وما خلقنا السماء والارض وما بینهما لاعبین۔ (لاعبین نہ ہوتو نعوذ باللہ اللہ کا عدم خالق ہونا لازم آئے گا جو جھوٹ ہے)

تقیید کے طریقے

تقیید ان طریقوں سے ہوتی ہے:

کلمات شرط، نفی، نواسخ (۱)، مفعولات، حال، تمیز، استثناء، توابع (۲)

مثالیں علی الترتیب یہ ہیں:

لو شاء لهداكم اجمعين، لن تنالوا البر، و كان الله عليما حكيمًا، لا أسئلكم عليه اجرًا، جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما، زادتهم ايمانا، لا تعبدوا إلا اياه، سجد الملائكة كلهم اجمعون۔

فائدہ (۱): شرط وجزاء میں مقصود بالذات جزاء ہوتا ہے لہٰذا جملہ کے خبریہ، انشائیہ، اسمیہ اور فعلیہ ہونے میں جزاء کا اعتبار ہوگا۔ اس لیے جزاء کو جملہ رئیسہ کہا جاتا ہے۔

فائدہ (۲): کلمات شرط میں سے اِن، اذا، لو کے کچھ خصوصیات ہیں۔

إن: عام طور پر شرط کے غیر یقینی اور قلیل الوقوع ہونے کا فائدہ دیتا ہے، جیسے اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ۔ (معلوم ہوا کہ مصیبتیں قلیل اور غیر یقینی ہیں)۔

إذا: عام طور پر شرط کے یقینی اور کثیر الوقوع ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے إذَا جَاءَ تْهُمُ الْحَسَنَةُ۔ (معلوم ہوا کہ نعمت وراحت کثیر اور یقینی ہے)۔

لو: زمانہ ماضی میں شرط کی نفی کے یقینی ہونے کا فائدہ دیتا ہے جیسے لَوْ كَانَ فِيهِمَا الِهَةٌ إلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔

۱؎ نواسخ سے مراد افعال ناقصہ، حروف مشبہ بالفعل، ماولا مشابہ بلیس، لاء نفی جنس۔ یہ سب عوامل مبتدا وخبر پر داخل ہوکر ان کے اعراب کو بدل دیتے ہیں۔ ۲؎ توابع پانچ ہیں: صفت، تاکید، بدل، عطف بحرف، عطف بیان۔

﴿چھٹا باب﴾

قصر کا بیان

قصر: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مخصوص طریقے پر خاص کرنا۔ جیسے ان هذا إلا ملك كريم۔

قصر کی باعتبار ذات کے اولاً دو قسمیں ہیں: (۱) حقیقی (۲) اضافی

قصر حقیقی: وہ قصر ہے جس میں تخصیص حقیقتاً اور واقعی ہو۔ جیسے إنما الله اله واحد۔

قصر اضافی: وہ قصر ہے جس میں تخصیص کسی دوسری شئ کے لحاظ سے ہو۔ جیسے وما محمد إلا رسول۔(۱)

قصر حقیقی اور اضافی دونوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

(۱) قصر موصوف علی الصفت (۲) قصر صفت علی الموصوف

قصر موصوف علی الصفت یہ ہے کہ موصوف کو کسی صفت کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔ جیسے إنما الله اله واحد (حقیقی) وما محمد إلا رسول (اضافی)

---

۱ بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اور خلود کے درمیان متردد تھے، اللہ نے حصر کر دیا کہ آپ رسول ہی ہیں اور ہر رسول کو موت آئی ہے۔

قصر صفت علی الموصوف یہ ہے کہ صفت کو کسی موصوف کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔ جیسے **لا إله إلا الله** (حقیقی) **إنما يتذكر اولو االألباب** (اضافی)

احوال مخاطب کے اعتبار سے قصر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قصر افراد (۲) قصر تعیین (۳) قصر قلب

قصر افراد: اس وقت ہوتا ہے جب کہ مخاطب شرکت کا اعتقاد رکھے۔ جیسے **ما من إله إلا الله**۔

قصر تعیین: اس وقت ہوتا ہے جب کہ مخاطب متردد ہو۔ جیسے **وما محمد إلا رسول**۔

قصر قلب: اس وقت ہوتا ہے جب کہ مخاطب برعکس اعتقاد رکھے۔ جیسے **إنما نحن مصلحون**۔[1]

قصر کے طریقے

قصر کے بہت سے طریقے ہیں: ان میں مشہور طریقے یہ ہیں:

(۱) نفی اور استثناء: جیسے **ما أنتم إلا بشر مثلنا.**

(۲) إنما: جیسے **إنما يتذكر اولوا الالباب.**

(۳) تقدیم ماحقه التاخیر: جیسے **إياك نعبد.**

(۴) خبر کا معرف باللام ہونا: جیسے **وهو الرحيم الغفور.**

---

[1] صحابہ منافقین کو مفسد سمجھتے تھے جو ایک امر واقعی تھا۔ لیکن انہوں نے رد کرتے ہوئے بطور حصر کہا "إنما نحن مصلحون"

(۵) بل، لا، لکن کے ذریعے عطف کرنا۔ جیسے أم یقولون به جنة، بل جاء هم بالحق، لن تنفعکم أرحامکم ولا أولادکم یوم القیامة، وما ظلمناهم ولکن کانوا هم الظالمین.

فائدہ: قصر کے باب میں صفت سے مراد صفت معنوی ہے۔ صفت نحوی نہیں۔ لہذا تمام افعال، ظرف، جار مجرور، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، سبھی صفت معنوی میں شامل ہیں۔

ضابطہ: مقصور (جس کو خاص کیا گیا) ہمیشہ مقصور علیہ (جس کے ساتھ خاص کیا گیا) سے پہلے ہوتا ہے۔ لہذا پہلے آنے والا اگر موصوف ہو تو قصر موصوف علی الصفۃ ہوگا، جیسے إنما یوسف امین۔ اور اگر صفت ہو تو قصر صفت علی الموصوف ہوگا جیسے ما أمین الا یوسف۔ لیکن اس ضابطے سے تین صورتیں مستثنی ہیں۔

(۱) تقدیم ماحقہ التاخیر: جیسے وعلی الله فلیتوکل المؤمنون۔

(۲) خبر معرف باللام ہو، جیسے وهو الغفور الودود۔

(۳) ضمیر فصل والی صورت ہو، جیسے الذي انزل إلیک من ربک هو الحق۔ ان تینوں صورتوں میں مقصور علیہ پہلے ہوگا۔

ساتواں باب

وصل وفصل کا بیان

وصل: ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر عطف کرنا۔ (۱)

فصل: دو جملوں کے درمیان عطف کو چھوڑ دینا۔

وصل کے مواقع: دو موقعہ پر وصل (عطف) واجب ہے۔

(۱) دونوں میں کمال انقطاع ہو (یعنی خبریہ انشائیہ ہونے میں مختلف ہو) اور عطف نہ کرنے کی صورت میں خلاف مقصود کا وہم پیدا ہوتا ہے جیسے لا ویرحمک الله (اگر بیچ میں واؤ عاطفہ نہ ہوتو بددعا ہو جائے)

(۲) دونوں جملوں میں توسط بین الکمالین ہو اور جہت جامع (۲) ہو۔ جیسے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرًا۔ (دونوں جملے انشائیہ ہیں اور جہت تقابل وتماثل ہے)۔

---

۱ بلغاء عطف مفرد سے بحث نہیں کرتے ہیں۔ اور صرف عطف بالواو سے بحث کرتے ہیں۔

۲ جہت جامعہ سے مراد اتحاد، تماثل، تقابل ہے۔ اتحاد کا مطالب یہ ہے کہ دونوں جملہ کا مسند الیہ ایک ہو اور تقابل یہ ہے کہ دونوں جملوں میں تضاد ہو۔ جیسے زید یعطی ویمنع۔ تماثل کا مطلب یہ ہے کہ دونوں جملے کسی خاص وصف میں شریک ہو۔ جیسے حضر سعید وذهب أخوه، دونوں جگہ مسند فعل ہے۔

فصل کے مواقع:

پانچ مواقع پر فصل (ترک عطف) واجب ہے۔

(۱) دونوں جملوں میں کمال اتصال (۱) ہو۔ جیسے **فمهل الكافرين امهلهم رويدا**۔ دونوں جملے انشائیہ ہیں دوسرا جملہ پہلے کی تاکید ہے۔

(۲) دونوں جملوں میں کمال انقطاع ہو۔ جیسے **واقسطوا إن الله يحب المقسطين** ۔ (پہلا جملہ انشائیہ، دوسرا خبریہ ہے اس لیے کمال انقطاع ہے)

(۳) دونوں جملوں میں شبہ (۲) کمال اتصال۔ جیسے **وما ابرئ نفسي، ان النفس لامارة بالسوء.**

(۴) دونوں جملوں میں شبہ کمال انقطاع ہو۔ جیسے **قال قائل منهم إني كان لي قرين، يقول إئنك لمن المصدقين** (۳)

(۵) دونوں جملوں میں توسط بین الکمالین ہو اور عطف سے کوئی مانع ہو۔ جیسے **إنما نحن مستهزؤون، الله يستهزئ بهم** ۔ (پہلے جملے میں حصر ہے جو دوسرے جملے میں مقصود نہیں یہی مانع عطف ہے)۔

---

۱ دونوں جملے خبریہ یا انشائیہ ہونے میں متفق ہوں، مزید یہ کہ دوسرا جملہ پہلے کی تاکید، بدل، یا عطف بیان ہو تو کمال اتصال پیدا ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں عطف کرنا تحصیل حاصل ہوگا۔ ۲ دونوں جملے خبریہ، انشائیہ ہونے میں متفق ہوں، مزید یہ کہ دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہو، جیسے آیت میں سوال ہوا کہ کیا واقعی نفس برائیوں کا حکم دیتا ہے اس کا جواب ملا إن النفس لأمارة۔ ۳ تین جملے ہوں، اور تیسرے کا عطف پہلے دو میں سے ایک عطف پر درست ہو دوسرے پر نہیں۔ جیسے مثال مذکور ہیں۔ تیسرا جملہ یقول اس کا عطف دوسرے پر درست ہے، پہلے پر نہیں۔ اس لیے کہ اس صورت میں یہ بھی قائل کا مقولہ ہو جائے گا، حالاں کہ یہ قرین کا مقولہ ہے۔

﴿آٹھواں باب﴾

ایجاز، اطناب اور مساوات کا بیان

مافی الضمیر کے ادائیگی کے تین طریقے ہیں: ایجاز، اطناب اور مساوات۔

ایجاز: کسی مفہوم کو مختصر عبارت میں ادا کرنا، بشرطیکہ مخل بالفہم نہ ہو۔ جیسے هن لباس لكم و انتم لباس لهن۔

اطناب: کسی مفہوم کو زائد عبارت میں ادا کرنا بشرطیکہ وہ زیادتی فائدہ کے لیے ہو جیسے خلقت بيدى۔

مساوات: کسی مفہوم کو مفہوم کے برابر الفاظ کے ساتھ ادا کرنا جیسے إن الدين عند الله الإسلام۔

ایجاز کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایجاز قصر (۲) ایجاز حذف

ایجاز قصر: بڑے معنی کو مختصر عبارت میں بغیر کسی حذف کے بیان کر دینا، جیسے ولكم في القصاص حياة۔

(۲) ایجاز حذف: کسی مفہوم کو مختصر عبارت میں حذف کے ساتھ ادا کرنا۔ جیسے واسأل القرية (أي أهلها)۔

ایجاز کے فائدے: حفظ کی آسانی، فہم سے قریب کرنا، مقام کی تنگی، مخاطب سے کسی امر کو چھپانا، اکتاہٹ دور کرنا۔

اطناب کی قسمیں:

اطناب کی بہت سی قسمیں ہیں، چند مشہور قسمیں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) عام کے بعد خاص کو ذکر کرنا یا اس کے برعکس: جیسے **قل من کان عدوًا لله وملائكته ورسله وجبريل وميكال** (خاص) **أن يشهد عليهم سمعهم وأبصارهم وجلودهم.** (عام)

(۲) ابہام کے بعد کسی امر کو واضح کرنا، تاکہ ذہن میں جم جائے۔ جیسے **وقضينا إليه ذٰلك الامر أن دابر هوء لاء مقطوع مصبحين .**

(۳) تکرار (مکرر لانا): جیسے **كلا سوف تعلمون ثم كلا سوف تعلمون.**

(۴) اعتراض (جملہ معترضہ لانا): **ويجعلون لله البنات سبحانه.**

(۵) تذییل (تاکید کے لیے ایک جملہ کے بعد دوسرے جملہ کو لانا جو پہلے جملہ کے معنی پر مشتمل ہو: جیسے **يخلق مايشاء وهو العليم القدير** . (نشان زدہ جملے سے یخلق مایشاء کی تاکید ہورہی ہے)

(۶) احتراس (خلاف مقصود وہم کو دور کرنا): جیسے **ويطعمون الطعام على حبه**[۱] **مسكينا ويتيمًا واسيرًا.**

(۷) ایغال (کسی مفہوم ومعنی میں مبالغہ پیدا کرنا) جیسے **اتبعوا من لا يسئلكم اجراً وهم مهتدون .**

(۸) تتمیم (کسی نکتہ کے واسطے کوئی جملہ لانا): جیسے **ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة** . (آخری جملے سے ان کی مدح میں اضافہ ہوگیا)

---

[۱] علی حبہ سے ریاکاری کا وہم دور ہوگیا چوں کہ حبہ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے، بعض مفسرین نے ضمیر طعام کی طرف لوٹائی، اس سے یہ وہم دور ہوگیا کہ وہ بگڑا ہوا اور غیر لذیذ کھانا نہیں کھلاتے۔

علم البیان

علم بیان: وہ علم ہے جس کے ذریعے ایک مفہوم کومختلف طریقوں سے ادا کرنے کا ڈھنگ معلوم ہو۔(۱)

اس علم میں تین چیزوں سے بحث کی جاتی ہے:

(۱)تشبیہ(۲)مجاز(۳)کنایہ

تشبیہ کا بیان

تشبیہ: ایک امر کو دوسرے امر کے ساتھ شامل کرنا کسی وصف میں کسی غرض کی بنیاد پر۔جیسے کانھن الیاقوت و المرجان۔

تشبیہ میں تین امور سے بحث ہوتی ہے:

(۱)ارکان تشبیہ(۲)اقسام تشبیہ(۳)اغراض تشبیہ

ارکان تشبیہ

ارکان تشبیہ چار ہیں(۱)مشبہ(۲)مشبہ بہ(۳)وجہ شبہ(۴)کلمہ تشبیہ

مذکورہ مثال میں حور مشبہ، یاقوت مشبہ بہ،صفائی اور چمک وجہ شبہ، کانّ کلمہ تشبیہ۔(۱)

---

۱ جیسے زید کی سخاوت کو بتانا ہے تو تین طریقے ہیں:

۱-تشبیہ،زید کالسحاب۔۲-مجاز،زید بحر۔۳-کنایہ،زید کثیر الرماد،زید بہت راکھ والا ہے۔

اقسام تشبیه

مشبہ اور مشبہ بہ کے اعتبار تشبیہ کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مفرد ہو: جیسے **کانه رؤوس الشیطین . إنما البیع مثل الربوا.**

(۲) مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مرکب ہو: جیسے **مثل الذین ینفقون أموالهم (۱) في سبیل اللّٰه کمثل حبة أنبتت سبع سنابل فی کل سنبلة ماة حبة.**

(۳) مشبہ مفرد ہو اور مشبہ بہ مرکب ہو: جیسے **مثل نوره (۲) کمشکوٰة فیها مصباح، أعمالهم کرماد ۛاشتدت به الریح في یوم عاصف .**

(۴) مشبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہو: جیسے **ومن اٰیاته الجوار (۳) في البحر کالاعلام .**

وجہ شبہ کے اعتبار سے تشبیہ کی چار قسمیں ہیں:

(۱) تمثیل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ چند چیزوں سے حاصل ہو جیسے **مثله کمثل الکلب إن تحمل علیه یلهث أو تترکه یلهث.**

۱؎ انفاق فی سبیل اللہ کو تشبیہ دی گئی اس دانے سے جو سات بالیاں اگائے دونوں مرکب ہیں، مطلق انفاق اور مطلق دانہ مراد نہیں ہے۔ ۲؎ نور مشبہ مفرد ہے، مشبہ بہ مرکب ہے یعنی وہ طاق جس میں چراغ ہو۔ ۳؎ مشبہ مرکب ہے یعنی وہ کشتیاں جو سمندر میں چل رہی ہیں اور مشبہ بہ مفرد ہے یعنی چوٹیاں۔

(۲) غیر تمثیل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ چند چیزوں سے حاصل نہ ہو جیسے کأنهن بيض مكنون.

(۳) مفصل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ مذکور ہو جیسے كمثل حبة أنبتت سبع سنابل.

(۴) مجمل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو جیسے إنما البيع مثل الربوا.

کلمہ تشبیہ کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مرسل: وہ تشبیہ ہے جس میں کلمہ تشبیہ مذکور ہو۔ جیسے مثل كلمة طيبة كشجرة طيبة.

(۲) مؤکد: وہ تشبیہ ہے جس میں کلمہ تشبیہ محذوف ہو۔ جیسے ولو يعجل الله للناس الشر استعجالهم بالخير. (أي كاستعجالهم)

فائدہ: اگر مشبہ بہ کی اضافت مشبہ کی طرف کردی جائے تو یہ صورت بھی تشبیہ مؤکد میں شامل ہے۔ جیسے ذهب الأصيل، لُجَين الماء. (۱)

فائدہ: اگر وجہ شبہ اور کلمہ تشبیہ دونوں محذوف ہو تو اسے تشبیہ بلیغ کہتے ہیں جیسے إنما المؤمنون اخوة

---

۱ پہلی مثال میں شام کی سرخی کو سونے سے تشبیہ دی گئی اور دوسری مثال میں پانی کی چمک کو چاندی کے ساتھ، پھر مشبہ بہ کی مشبہ کی طرف اضافت کردی گئی۔

اغراض تشبیہ

تشبیہ کی چھ غرضیں ہیں:

(۱)مشبہ کے ممکن ہونے کو بتانا۔جیسے إن مثل عیسی عند الله کمثل آدم

(۲)مشبہ کے حال اور وصف کو بیان کرنا۔جیسے حور عین کأمثال اللؤلؤ المکنون.

(۳)مشبہ کے حال کی مقدار کو بیان کرنا۔جیسے فکانت وردة کالدهان.

(۴)مشبہ کے حال کو ثابت اور پختہ کرنا۔جیسے مثل الذین اتخذوا من دون الله أولیاء کمثل العنکبوت.

(۵)مشبہ کی اچھائی اور خوبصورتی بیان کرنا۔جیسے کأنهن لؤلؤ مکنون.

(۶)مشبہ کے قبح اور بدصورتی کو بیان کرنا۔جیسے کمثل الحمار یحمل أسفارًا.

فائدہ (۱): اگر مشبہ اور مشبہ بہ کو پلٹ دیا جائے تو ایسی تشبیہ کو مقلوب کہتے ہیں۔جیسے إنما البیع مثل الربوا۔تشبیہ کی اس قسم میں غرض مشبہ بہ کی طرف لوٹتی ہے۔

فائدہ (۲): تشبیہ میں مشبہ بہ کا وجہ شبہ میں قوی اور مشہور ہونا ضروری ہے۔

فائدہ (۳): اگر تشبیہ کے بعض ارکان حذف کر دیئے جائیں تو تشبیہ کا حسن بڑھ جاتا ہے۔اور اگر سارے ارکان ذکر کئے جائیں تو اس سے اس کا حسن گھٹ جاتا ہے۔

مجاز کا بیان

استعمال کے اعتبار سے لفظ کی دو قسمیں ہیں: حقیقت، مجاز۔

حقیقت: وہ لفظ ہے جو اپنے معنیٰ موضوع لہ پر دلالت کرے۔ جیسے **خلقکم من نفس واحدۃ**۔

مجاز: وہ لفظ ہے جو معنیٰ غیر موضوع لہ پر دلالت کرے۔ جیسے **إنا نسیناکم**۔ (معنیٰ مجازی "چھوڑ دینا" مراد ہے)

مجاز کی دو قسمیں ہیں: مجاز لغوی، مجاز عقلی

پھر مجاز لغوی کی دو قسمیں ہیں: مفرد، مرکب

مجاز لغوی مفرد: وہ کلمہ جو معنیٰ غیر موضوع لہ میں مستعمل ہو کسی علاقے اور قرینے کی بنیاد پر۔

فائدہ: اگر تشبیہ والا علاقہ ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں، اور اگر تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

استعارہ کا بیان

استعارہ: علاقہ مشابہت کی وجہ سے لفظ کو معنی غیر موضوع لہ میں استعمال کرنا۔ جیسے لتخرج الناس من الظلمات إلی النور. (ظلمات سے گمراہیاں اور نور سے ہدایت مراد ہے)

اقسام استعارہ: طرفین (مشبہ مشبہ بہ) کے اعتبار سے استعارہ کی تین قسمیں ہیں: ۱-تصریحیہ ۲-مکنیہ ۳-تخلیہ

(۱) **تصریحیہ**: وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ بہ صراحۃً موجود ہو۔ جیسے لتخرج الناس من الظلمات إلی النور.

(۲) **مکنیہ**: وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ بہ کو حذف کر کے اس کے لازم کو ذکر کیا جائے۔ جیسے واخفض لهما جناح الذل.(۱)

(۳) **تخییلیہ**: مشبہ بہ کے لازم کو مشبہ کے لیے ثابت کرنا۔ جیسے لفظ جناح ہے جناح الذل میں۔

لفظ مستعار کے اعتبار سے استعارہ کی دو قسمیں ہیں: ۱-اصلیہ ۲-تبعیہ

(ا) اصلیہ: وہ استعارہ ہے جس میں لفظ مستعار اسم جامد ہو۔ جیسے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحكم. (ریح جو اسم جامد ہے اس سے استعارۃً رعب اور دبدبہ مراد ہے)۔

۱؎ ذل (عاجزی) کو پرندے سے تشبیہ دی گئی اور اس کا لازم جناح ذکر کیا گیا۔

(۲) تبعیہ وہ استعارہ ہے جس میں لفظ مستعار حرف، فعل یا اسم مشتق ہو۔ جیسے **ولأصلبنکم فی جذوع النخل، انبتها نباتًا، أرسلنا علیهم الریح العقیم.** [۱]

فائدہ: یہ دونوں قسمیں تصریحیہ اور مکنیہ میں جاری ہوتی ہیں، لہذا تصریحیہ مکنیہ دونوں کی دو دو قسمیں ہوئیں: اصلیہ، تبعیہ۔

مناسبات کے اعتبار سے استعارہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **مرشحہ:** وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ بہ کے مناسب کو ذکر کیا جائے۔ جیسے **أولئک الذین اشتروا الضلالة بالهدی فما ربحت تجارتهم۔** (ربح یعنی نفع تجارت کے مناسبات میں سے ہے)

(۲) **مجردہ:** وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ کے مناسب کو ذکر کیا جائے۔ جیسے **فاذاقها الله لباس الجوع والخوف** ۔(جُوع کو لباسِ ساتر سے تشبیہ دی گئی اور جُوع کا مناسب اذاق ذکر کیا گیا)

(۳) **مطلقہ:** وہ استعارہ ہے جس میں کسی کا مناسب مذکور نہ ہو۔ جیسے **لا تنقضوا الایمان۔**

فائدہ: قرائن سے زائد الفاظ کو مناسبات میں شمار کیا جائے گا۔

---

[۱] تینوں کی مثالیں ترتیب وار ہیں: پہلی مثال میں ''علی'' ہونا چاہیے لیکن استعارۃً ''فی'' استعمال ہوا، کیوں کہ ''فی'' میں تمکن اور جماؤ زیادہ ہے۔ دوسری مثال ''انبتها'' فعل میں استعارہ ہے یعنی انبات سے تربیت مراد ہے۔ تیسری مثال ''العقیم'' اسم مشتق ہے غیر مفید ہوا کو استعارۃً بانجھ عورت سے تعبیر کیا۔

فائدہ: استعارہ میں مشبہ بہ کا اسم جنس یا علم جنس ہونا ضروری ہے۔علم شخصی میں استعارہ صحیح نہیں، ہاں اگر علم شخصی کسی خاص وصف میں مشہور ہو جائے تو استعارہ صحیح ہے۔ جیسے حاتم سخاوت میں، قس بن ساعدہ فصاحت و بلاغت میں، سحبان خطابت میں مشہور ہیں، لہذا ان اعلام سے استعارہ درست ہے۔

مجاز مرسل کا بیان

مجاز مرسل: کسی لفظ کو معنی غیر موضوع لہ میں استعمال کرنا مشابہت کے علاوہ کسی اور علاقے کی بناء پر۔

مجاز مرسل کے علاقے بہت ہیں؛ یہاں چند علاقے ذکر کیے جا رہے ہیں:

(۱) سببیت (سبب بول کر مسبب مراد لینا) جیسے **أنزل لكم من الأنعام ثمانية ازواج.** (أنزل، خلق کے معنی میں ہے)

(۲) مسببیت (مسبب بول کر سبب مراد لینا) جیسے **وينزل لكم من السماء رزقا.** (رزق سے مراد بارش ہے)

(۳) کلیت (کل بول کر جزء مراد لینا) جیسے **يجعلون أصابعهم في اذانهم.** (اصابع سے انامل یعنی پور مراد ہے)

(۴) جزئیت (جزء بول کر کل مراد لینا) جیسے **فتحرير رقبة.** (رقبہ یعنی گردن سے پورا غلام مراد ہے)

(۵) حالیت (حال بول کر محل مراد لینا) جیسے **إن الابرار لفي نعيم.**

(نعمت سے محل نعمت یعنی جنت مراد ہے)

(٦) محلیت (محل بول کر حال مراد لینا) جیسے جنات تجري من تحتها الانهار. (انہار سے اس کا پانی مراد ہے)

(٧) اعتبار ما کان (گذشتہ وصف کا اعتبار کرلینا) جیسے أتوا اليتامی أموالهم. (بلوغ کے بعد مجازاً یتیم کا اطلاق کیا گیا)

(٨) اعتبار ما یکون (آنے والے وصف اعتبار کرلینا) إني أراني أعصر خمراً. (خمر سے انگور مراد ہے)

مجاز مرکب کا بیان

مجاز مرکب: وہ لفظ مرکب (جملہ) ہے جو معنی غیر موضوع میں مستعمل ہو کسی علاقے کی بناء پر۔ جیسے فتزلّ قدم بعد ثبوتها۔ (ناکامی اور عدم استقامت کو قدم پھسلنے سے تعبیر کیا)

اس کی دو قسمیں ہیں: استعارۂ تمثیلیہ، مجاز مرکب مرسل

استعارۂ تمثیلیہ: وہ مجاز مرکب ہے جس میں تشبیہ والا علاقہ ہو۔ جیسے لا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة أنكاثا۔ (عہد کے توڑنے کو اس عورت کے ساتھ تشبیہ دی گئی جو دھاگے بُن بن کر توڑ ڈالتی ہے)

مجاز مرکب مرسل: وہ مجاز مرکب جس میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو۔ جیسے فسترضع له أخرى۔ (اس آیت میں خبر، انشاء کے معنی میں ہے)

فـائـدہ: اگر جملہ خبریہ انشائیہ کے معنی میں ہو، یا اس کے برعکس ہو تو اہل بیان کے نزدیک وہ مجاز مرکب مرسل میں شامل ہوتا ہے۔

مجاز عقلی کا بیان

مجاز عقلی: (متکلم کے ظاہری اعتقاد کو دیکھتے ہوے) فعل یا شبہ فعل کی نسبت فاعل حقیقی کے علاوہ کی طرف کر دینا۔ جیسے أن یرسل الریاح مبشرات۔
اس کا نام مجاز اسنادی اور مجاز حکمی بھی رکھا جاتا ہے۔

مجاز عقلی کے علاقے یہ ھیں

(۱) زمانیت: جیسے هذا یوم عصیب، فساء صباح المنذرین.

(۲) مکانیت: جیسے اخذت الارض زخرفها.

(۳) فاعلیت: جیسے کان وعده مأتیا.

(۴) مفعولیت: جیسے فی عیشة راضیة.

(۵) مصدریت: جیسے أصلوتک تأمرک.

(۶) سببیت: جیسے فما ربحت تجارتهم.

کنایہ کی بحث

کنایہ: کسی لفظ سے اس کے لازمی معنیٰ کو مراد لینا۔ جیسے **حما لة الحطب.**

(اس سے کنایۃً چغل خور مراد ہے)

مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مکنی عنہ صفت ہو: جیسے **و امرأته حمالة الحطب .**

(۲) مکنی عنہ موصوف ہو: جیسے **وحملناه على ذات ألواح ودُسُر**

(أي سفينة)

(۳) مکنی عنہ نسبت ہو: جیسے **الرحمن على العرش استوى.** (استواء سے نظام عالم سنبھالنے کی طرف کنایہ ہے)

وسائط کے اعتبار سے کنایہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) تلویح: وہ کنایہ ہے جس میں واسطے زیادہ ہوں۔ جیسے **تتجافى جنوبهم عن المضاجع .** (رات کی نماز و عبادت کی طرف کنایہ ہے)

(۲) رمز: وہ کنایہ ہے جس میں واسطے کم ہو یا نہ ہو لیکن لازمی معنی پوشیدہ ہو۔ جیسے **يوم يكشف عن ساق .** (کنایۃً ظہورِ تجلّی رب مراد ہے)

(۳) اشارہ: وہ کنایہ ہے جس میں واسطے کم ہوں یا نہ ہوں لیکن لازمی معنی واضح ہو۔ جیسے **الخبيثات للخبيثين .** (زانی مرد و عورت کی طرف کنایہ ہے)

علم بدیع

علم بدیع: وہ علم ہے جس کے ذریعے مقتضی حال کے مطابق کلام کو خوبصورت بنایا جائے۔

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) محسنات معنویہ (۲) محسنات لفظیہ

محسنات معنویه: وہ طریقے جن سے معنی میں حسن پیدا ہو۔

محسنات لفظیه: وہ طریقے جن سے لفظ میں حسن پیدا ہو۔

محسنات معنویه(۱) کا بیان

محسنات معنویہ بہت ہیں؛ ان میں سے چند قسمیں یہاں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) **توریه**: کسی لفظ کو ذکر کرکے اس کے بعیدی معنی کو مراد لینا۔ جیسے إنی سقیم، بل فعله کبیرهم۔ (سقیم سے جسمانی بیماری کے بجائے دل کا مغموم ہونا مراد ہے)

(۲) **طباق**: دو متضاد معنی والے لفظ کو جمع کردینا۔ جیسے هو الاول و الآخر والظاهر والباطن ۔

۱؎ محسنات معنویہ زیادہ اہم ہیں اس لیے کہ لفظ بمنزلۂ چھلکا اور معنی بمنزلۂ مغز کے ہوتا ہے اس لیے محسنات معنویہ کو مقدم کیا گیا ہے)

فائدہ: طباق دو اسموں، دو فعلوں، دو حرفوں کے درمیان ہوتا ہے جیسے هو الأول و الآخر، هو يحي ويميت، لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت۔

طباق کی ایک قسم طباق سلب ہے یعنی ایک مادہ سے مثبت اور منفی دونوں فعل کو ذکر کیا جائے۔ جیسے فيستحيي منكم والله لا يستحيي من الحق.

(۳) مقابلہ: دو یا زائد مفہوم کو ذکر کیا جائے، پھر اس کے مقابل کو لایا جائے۔ فأما من اعطى واتقٰى وصدق بالحسنٰى، وأما من بخل واستغنى، وكذب بالحسنى۔

(٤) ایہام تضاد: متکلم دو کلموں کے درمیانی تضاد کا وہم دلائے۔ جیسے يضله ويهديه (۱) إلى عذاب السعير۔

(٥) تدبیج: متکلم چند متقابل رنگوں کو ذکر کرے پھر اس سے کنایۃً ذات مراد ہو۔ جیسے يوم تبيض وجوه وتسود وجوه. (سفید چہرے سے مومن اور سیاہ چہرے سے مراد کافر ہے)

(٦) مراعات نظیر: متکلم کسی امر کو اس کے مناسبات کے ساتھ ذکر کرے جیسے والشمس والقمر بحسبان۔

---

۱ یضلہ ویہدی کا فاعل شیطان ہے شیطان کی ضلالت کا انجام ہدایت الی النار ہے تو یضلہ ویہدی کے درمیان صرف صورتًا تضاد ہے۔

(۷) **استخدام**: لفظ کو اولا ایک معنی کے لیے ذکر کرنا، پھر جب اس کی طرف ضمیر لوٹائی جائے یا اسم اشارہ کے ذریعے اشارہ کیا جائے تو دوسرا معنی مراد ہو۔ جیسے فمن شهد منكم الشهر فليصمه (الشهر سے مراد چاند ہے اور اس کی ضمیر فليصمه سے مراد زمانۂ رمضان ہے)

(۸) **جمع**: مختلف امور کو ایک حکم میں جمع کر دینا۔ جیسے إنما أموالكم و أولادكم فتنة.

(۹) **تفریق**: چند امور کو ذکر کرنا، پھر ان کے درمیان فرق بیان کرنا۔ جیسے وما يستوي البحران هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح أجاج. (دو دریاؤں کا ذکر ہے پھر ایک کے میٹھا اور دوسرے کے کھارا ہونے کو بیان کیا گیا)

(۱۰) **جمع مع التفريق**: چند امور کو ایک حکم میں جمع کر کے فرق بیان کیا جائے۔ جیسے خلقتني من نار وخلقته من طين۔

(۱۱) **تقسیم**: کسی شئ کی مکمل تقسیم ذکر کر دینا۔ جیسے والله خلق كل دابة من ماء، فمنهم من يمشي علىٰ بطنه، ومنهم من يمشي على رجلين، ومنهم من يمشي على أربع. (اس آیت میں چوپائے کی ساری قسمیں ذکر کر دی گئیں)

(۱۲) **جمع مع التقسيم**: کسی شئ کی ساری قسموں کو ذکر کر کے ان کے درمیان تقسیم کرنا۔ جیسے الله يتوفى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها

فيمسک التي قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمى.

(۱۳) **تاكيد المدح بما يشبه الذم**: کسی شئ کی اس انداز سے تعریف کرنا جو مذمت کے مشابہ ہو۔جیسے وما نقموا منهم إلا أن يؤمنوا بالله العزيز الحميد.

(١٤) **حسن تعليل**: کسی شئ کے لیے علت غیر حقیقیہ کا دعوی کرنا۔ جیسے إن بيوتنا عورة.

(١٥) **ائتلاف اللفظ مع المعنى**: الفاظ مفہوم کے موافق ہو۔(یعنی غم کے موقعہ پر مہموسہ والے الفاظ، اظہار شان کے موقع پر مجہورہ والے الفاظ لائے جائیں) جیسے تالله تفتئو تذكر يوسف. (یہ موقعہ غم ہے اس لیے حروف مہموسہ میں سے تا کو ذکر کیا گیا)

(١٦) **اسلوب الحكيم**: مخاطب اور سائل کو ایسا جواب دینا جس کا وہ منتظر اور طالب نہ ہو۔جیسے يسئلونک عن الأهلة[1] قل هي مواقيت للناس.

(١٧) **طيّ ونشر**: متعدد شئ کو اجمالاً ذکر کر کے، پھر اس کی تفصیل بیان کرنا۔جیسے ومن رحمته جعل لكم الليل والنهار لتسكنوا فيه ولتبتغوا من فضله.

---

[1] انہوں نے چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کی حکمت کا سوال کیا اللہ جواب کو پلٹ دیا کہ اس سوال میں کوئی حکمت نہیں بل کہ یہ پوچھو کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ تو اللہ نے اس کا جواب دیا کہ چاند عبادات کے لیے میقات ہے۔

(۱۸) **التفات**: متکلم کا اپنے کلام کو ایک نوع سے دوسرے نوع کی طرف پھیر دینا۔ جیسے أوحی في كلّ سماء أمرها وزينا السماء الدنيا.

(۱۹) **تجاهل العارف**: معلوم کو مجہول کے درجہ میں رکھ دینا۔ جیسے أفسحر هذا أم أنتم لا تبصرون.

(۲۰) **ارسال المثل**: متکلم اپنے کلام میں کوئی مثل ذکر کرے۔ جیسے أعمالهم كسراب بقيعة يحسبه الظمآن ماءً.

(۲۱) **مبالغه**: کسی شئ کے لیے حقیقت سے زائد وصف کا دعوٰی کرنا۔ جیسے وبلغت القلوب الحناجر.

(۲۲) **تلميح**: متکلم اپنے کلام کے دوران کسی مشہور مثل یا قصے کی طرف اشارہ کرے۔ جیسے كمثل العنكبوت اتخذت بيتا، هل آمنكم عليه إلا كما أمنتكم على أخيه .

(۲۳) **نزاهت**: متکلم ہجو کرتے ہوئے پاکیزہ الفاظ استعمال کرے۔ جیسے همّاز مشاء بنميم، مناع للخير معتد أثيم .

محسنات لفظيه

محسنات لفظیہ بہت ہیں: چند مشہور صورتیں یہاں ذکر کی جارہی ہیں۔

(۱) جناس: دو لفظوں کا صرف نطق میں مشابہ ہونا۔

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) تام (۲) ناقص

جـنـاس تـام: دونوں لفظ، حروف کی تعداد، ہیئت، نوعیت، ترتیب میں موافق ہوں۔ جیسے ويوم تقوم الساعة يقسم المجرمون مالبثوغير ساعة.

جـنـاس نـاقـص: دونوں لفظ حروف کی تعداد یا ہیئت یا نوعیت یا ترتیب میں مختلف ہو۔ جیسے فاما اليتيم فلا تقهر وأما السائل فلا تنهر .

(۱) سـجـع: نثر کے دونوں جملے کا آخری حرف میں موافق ہونا۔ جیسے مالک يوم الدين إياک نعبد وإياک نستعين .

(۳) إقتبـاس: متکلم اپنے کلام میں قرآن یا حدیث کے کسی ٹکرے کو شامل کرے۔ جیسے الشيوعية إنهدرت، لأن الباطل كان زهوقا . أطلبوا العلم لوجه الله تعالىٰ لأن الأعمال بالنيات .

(٤) عقد: کوئی شاعر اپنے نظم میں نثریہ کلام کے مفہوم کو ذکر کرے۔ جیسے

وكانت في حياتک لی عظات ☆ فانت اليوم او عظ منک حيا

اسکندر بادشاہ کی وفات پر کسی نے کہا تھا انت اليوم اوعظ من أمس. اسی کا مفہوم شعر میں مذکور ہے۔

(٥) حـل: متکلم اپنے نثریہ کلام میں کسی شعر کے مفہوم کو ذکر کرے۔ جیسے نحن المرضى ونحن العوّاد.

کسی شاعر نے کہا إذا مـرضـنـا اتيناكم نعودكم. اس شعر کا مفہوم نثر میں بیان کیا گیا۔

(٦) **تـضـمـيـن**: کوئی شاعر اپنے اشعار کے ساتھ دوسرے کے اشعار ملا لے۔ جیسے

إيــاک يـعـنـى من غـدا متـنـاشـدًا
بيتــاروه عـلـى مـرور الاعـصـر
و إذا تبــاع كـريـمة أو تشتـرى
فسـواک بـائـعهـا وانت المشترى

(٧) **سـرقـات الكلام**: کوئی شاعر یا ناثر غیر کی عبارت کو یا پورے مفہوم کو لے لے۔

(٨) **تـصـديـر**: دونوں جملے یا دونوں اشعار ابتداء اور انتہاء میں موافق ہوں۔ جیسے و تخشى الناس والله أحق أن تخشاه۔

(٩) **تشـابـه الاطـراف**: متکلم (شاعر یا ناثر) اپنے کلام اول کو جس کلمہ پر ختم کرے دوسرے کی ابتداء اسی سے کرے۔ جیسے کـمشـكـوة فيهـا مصباح، المصباح في زجاجة.

إذا نـزل الـحـجـاج أرضـا مـريضة
تتبـع أقـصـى دائهـا فشـفـاهـا
شفاها من الـداء العضال الذي بها
هـمـام إذا هـز الـقـنـاة سقاهـا

(۱۰) **تشریع**: شاعر اپنے شعر کی بنیاد دو قافیوں پر رکھے۔ جیسے

لا يعرف الشوق إلا من يكا بده ولا الصبابة إلا من يعانيها

اس شعر میں اِلا پر بھی وقف صحیح ہے اور مفہوم مکمل ہو جاتا ہے۔

(۱۱) **عکس**: متکلم کوئی کلام کرے، پھر اس کو پلٹ دے۔ جیسے

يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي.

(۱۲) **تردید**: متکلم ایک لفظ کو مکرر ذکر کرے، اور ہر مرتبہ جدید معنی

دے۔ جیسے **ويوم تقوم الساعة يقسم المجرمون ما لبثوا غير ساعة.**

أبدى البديع له الوصف البديع

وفي نظم البديع حلا ترديده بفمي

(۱۳) **قلب**: متکلم کوئی کلام پیش کرے اس طور پر کہ سیدھا اور الٹا دونوں

برابر ہو۔ جیسے **وربک فكبر (أرانا الا إله هلالا أنارا)**

(۱٤) **ترتیب**: متکلم چند اوصاف یا افعال کو ترتیب وار ذکر کرے۔

جیسے **والعاديات ضبحا فالموريٰت قدحا، فالمغيرات صبحا**

(۱۵) **توزیع**: متکلم اپنے کلام میں کسی مخصوص حرف کو تمام الفاظ میں لازم

کرے۔ جیسے **فإذا هم مبصرون، وإخوانهم يمدونهم في الغي ثم لا**

يقصرون. (پہلی اور دوسری آیت میں آخری چار وحروف ایک ہیں)

(۱٦) **التزام**: توزیع کا مترادف ہے لیکن یہ شعر کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۱۷) مــوازنة: دو فاصلے وزن میں برابر ہوں۔جیسے ونـمــارق مصفوفة، وزرابي مبثوثة.

(۱۸) حــذف: متکلم حروف تہجی میں سے کسی حرف کے حذف کا التزام کرے۔جیسے الله الصمد. (اس جملے میں نقطے والا کوئی حرف نہیں)

(۱۹) مشــاکـلـه: کسی لفظ کی مصاحبت کی وجہ سے دوسرے لفظ کو بھی اس کے ہم شکل ذکر کر دیا جائے۔جیسے وجزاء سيـئة سيئة مثلها. (ظلم کا بدلہ جائز ہے، پھر بھی اس کو مشاکلۃً سیئہ سے تعبیر کیا گیا)

خاتمہ

حسن ابتداء: متکلم اپنے کلام کی ابتداء اچھے، صاف اور شیریں الفاظ سے کرے۔ جیسے الحمد لله فاطر السموات والأرض جاعل الملئكة رسلاً.

حسن انتہاء: متکلم اپنے کلام کو اچھے، صاف اور شیریں الفاظ پر ختم کرے۔ جیسے سلام على المرسلين، والحمد لله رب العلمين.

حسن تخلص: متکلم افتتاحِ کلام سے اپنے غرض کی طرف اچھے انداز میں لوٹ آئے۔ جیسے والنخل باسقات لها طلع نضيد، رزقا للعباد واحيينا به بلدة ميتا كذلك الخروج۔

براعت استہلال: کلام کی ابتداء میں ایسے الفاظ ہوں جس سے مقصود کی طرف اشارہ ہوجائے۔ جیسے الله نور السموات والأرض. (اس سے معلوم ہوا کہ دلوں کو بھی نورِ ایمانی وہی عطا کرتا ہے)

براعت طلب: متکلم اچھے انداز میں بغیر صراحت کے اپنے مقصود کو طلب کرے۔ جیسے ونادى نوح ربه فقال ربي إن ابني من اهلي ۔

براعت مقطع: کلام کو ایسے کلمہ پر ختم کرنا جس سے اختتام کی طرف اشارہ ہو۔ جیسے تحيتهم فيها سلام، وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين.

تم بحمد الله